نظامِ بیمہ

ڈاکٹر محمود احمد غازی

بیمہ سے متعلق اکثر استفسارات ہمیں موصول ہوتے رہتے ہیں چنانچہ ہم بیمہ کے حوالہ سے ایک مضمون قسط وار پیش کر رہے ہیں جس میں بیمہ اور اسلامی نظام بیمہ کا ایک جائزہ پیش کیا جائے گا۔ (مجلس ادارت)

بیمے کا تعارف اور تاریخ:

لغوی مفہوم میں انشورنس (بیمہ) کا معنی ایک معاہدے کے تحت خطرے (Risk) نقصان یا تباہی کے خلاف تحفظ فراہم کرنا ہے جس کے ذریعے بیمہ کرنے والا یا نقصان برداشت کرنے کی ذمہ داری قبول کرنے والا (شخص یا ادارہ) بیمہ کروانے والے یا بیمہ سے منفعت حاصل کرنے والے شخص کو پریمیم کی ادائیگی کے بدلے میں کسی اتفاقیہ طور پر رونما ہونے والے واقعہ مثلاً موت، حادثہ یا آتش زدگی وغیرہ کی صورت میں ایک رقم ادا کرنے کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ خطرے (risk) کی وسعت کا انحصار جائداد کی مالیت، نوعیت اور اگر وہ جائداد مال تجارت ہو تو اس مقام کے فاصلے، جہاں اسے پہنچانا ہو نیز بار برداری کے اس ذریعے کی نوعیت، جس پر لاد کر اسے پہنچانا ہو نیز ماحول کی کیفیت اور نوعیت وغیرہ پر ہوتا ہے۔ ہر شخص بیمہ کرنے والے کو ایک معمولی رقم بطور پریمیم ادا کر کے نامعلوم نقصان برداشت کرنے کے رسک (خطرے) سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ خطرات کی بہت سی قسمیں ہو سکتی ہیں مثلاً ایک مخصوص عمر سے پہلے موت کا خطرہ ہوتا ہے، کسی شخص کو ذریعہ معاش ہاتھ سے نکل جانے کا خطرہ ہوتا ہے، تجارت میں نقصان ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے، بیماری کے طول پکڑ جانے کا خطرہ ہوتا ہے، غلے کی فصل تباہ ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے، مالک کو ملازم سے دھوکہ دہی کے ذریعے نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے، اسی طرح اور متعدد اقسام کے خطرات ہیں جن کی کوئی جامع فہرست تیار کرنا ممکن نہیں۔ ان تمام اقسام کے خطرات کا بیمہ کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ لوگ کافی تعداد میں ان کا بیمہ کروانا چاہیں اور پریمیم ادا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ درحقیقت بیمہ کو جدید معاشیات کے

ڈھانچے کا رکن قرار دیا جا سکتا ہے۔ آدم سمتھ نے ۱۷۷۶ء میں لکھا تھا۔

''بیمہ کا کاروبار غیر سرکاری لوگوں کی دولت کو بڑا تحفظ فراہم کرتا ہے اور وہ نقصان جو کسی ایک فرد کو تباہ کر سکتا تھا، اسے پورے معاشرے پر تقسیم کر کے ہلکا اور آسان بنا دیتا ہے، تاہم اس قسم کا تحفظ فراہم کرنے کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ بیمہ کرنے والے بہت بڑا سرمایہ رکھتے ہیں،،۔ (دولت اقوام)

نظام بیمہ ایک سرسری تاریخی جائزہ

بیمے کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے تین ہزار سال قبل کے بابلی (Babylonion) تاجر اس سے واقف تھے۔ ان تاجروں کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی کہ وہ ایسے قرضوں کے ذریعہ کاروان تجارت میں نقصان کے خطرات کا مقابلہ کریں جو صرف اس وقت مع سود کے واپس ادا کئے جاتے تھے جب مال بخیریت تمام اپنی منزل پر پہنچ جاتا تھا۔ یہ بوٹمری (۱) سے ملتا جلتا ایک رواج تھا جسے ۲۱۰۰ قبل مسیح میں ضابطہ حمورابی کے تحت قانونی طور پر قوت نافذہ عطا کی گئی اور فینیقیوں اور یونانیوں نے بظاہر بابلیوں کے مذکورہ بالا رواج کی نقل کرتے ہوئے اس طریقے کا اطلاق اپنی سمندری تجارت پر کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہندوستانی بھی ۶۰۰ قبل مسیح میں اس طریقے (یعنی بیمہ کاری) سے واقف تھے۔ رومی بھی قدیم زمانے سے بیمہ سے واقف تھے۔ رومی قانون کے تحت بوٹمری (Bottomry) کی بنیاد پر قرض دی گئی رقم کا مطلب تھا وہ رقم جو سمندر پار تجارتی مہم جوئی کے لئے قرض دی گئی ہو اور جس کی واپسی کے لئے یہ شرط ہو کہ وہ اس وقت واپس کی جائے گی جب سیکورٹی (گارنٹی شدہ مال/اشیاء) منزل مقصود پر پہنچ جائیں گی۔ پندرھویں صدی آنے تک سمندری بیمے کا ادارہ ایک باقاعدہ شکل اختیار کر چکا تھا۔ اطالویوں یالمبارڈوں کے ذریعہ بیمہ انگلستان پہنچا جو کرنسی کے تبادلے کا کام کرتے تھے۔ سترھویں صدی کے وسط میں ایڈورڈ الائیڈ نے جو کافی ہاؤس کھولا وہ ایسے جہازوں کی نسبت تازہ ترین اطلاعات کے پھیلنے کا پسندیدہ ترین مقام بن گیا جو سمندر میں سفر کر رہے ہوں یا کسی بندرگاہ پر پہنچنے والے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ مذکورہ کافی ہاؤس تاجروں، کرنسی کا لین دین کرنے والوں اور بیمہ کرنے والوں کے لئے میل جول اور باہمی رابطے کا ایک فطری مقام بن گیا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس جگہ نے بیمہ کے ایک انتہائی اہم اور مشہور مقام ومرکز کی شکل اختیار کر لی۔

اندازہ ہوتا ہے کہ بیمہ زندگی کا آغاز رومیوں کے اس رواج سے ہوا جو کفن دفن کی سوسائٹیوں کی تنظیم

سے تعلق رکھتا تھا دیگر امور کے علاوہ ان سوسائیٹیز کا ایک فریضہ یہ تھا کہ وہ اپنے مرنے والے رکن کی موت پر، فائدہ مرگ (Death Benefit) ادا کرتی تھیں۔ایسی تنظیمیں جنہیں گلڈ (Guild) کہا جاتا تھا، غلام اور آزاد شدہ غریب غلام، قائم کرتے تھے۔یہ رواج ایک معاشرتی قدر و قیمت کا حامل تھا اور غالباً اس کی بنیاد ضرورت مندوں کی مدد کے پاکیزہ احساسات پر رکھی گئی تھی۔اس مفروضے کو تقویت اس حقیقت سے حاصل ہوتی ہے کہ امیروں کے لئے ایسی کوئی تنظیم موجود نہ تھی کیونکہ انہیں ایسی کسی مدد کی سرے سے ضرورت ہی نہ تھی۔

''سلطنت روما،، کے زوال کے ساتھ ہم ازمنہ وسطی میں پہنچ جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس زمانے میں میوچل انشورنس کا اصول اپنی ترقی کے عمل میں تیزی اختیار کر چکا تھا اور اس میں اتنی وسعت پیدا ہوگئی تھی کہ اس کے دائرے میں ایسے رسک (خطرات) کے خلاف تحفظ (بیمہ کاری کا عمل) بھی شامل ہوگیا تھا جو اس سے پہلے شامل نہ تھا۔گلڈ ایک ایسا ادارہ تھا جس کے ذریعہ ترقی کی یہ منازل حاصل کی گئیں۔گلڈ کی نشو ونما اور ترقی میں چرچ نے بھی اہم کردار ادا کیا اور اس کی حوصلہ افزائی کی۔خیرات کی نسبت چرچ کی تعلیم اور مشکل حالات میں ایک دوسرے کی مدد کے احساس نے بہت سی نئی سہولتوں کا خیال پیدا کیا جنہیں ان فوائد میں شامل کرلیا گیا جو اس سے پہلے گلڈ کے ارکان کو حاصل تھے۔خیرات کی تقسیم، مریضوں کی دیکھ بھال، مردوں کی تدفین، مرنے والے کی روح کے ایصال ثواب کے لئے عوام کو کھانا کھلانا جیسی سرگرمیوں کے علاوہ ارکان کے فائدے کے لئے ''انشورنس فنڈ،، بھی قائم کئے گئے جہاں سے انہیں طے شدہ نقصان کی صورت میں انڈمنٹی (indemnity) (نقصان کی تلافی کی ضمانت شدہ رقم) ادا کی جاتی تھی۔اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بالا گلڈ (کے ادارے) علاوہ دیگر مقاصد کے جن کے لئے وہ قائم کئے جاتے تھے بنیادی طور پر میوچل انشورنس ایسوی ایشنز کی حیثیت بھی رکھتے تھے، جن کا مقصد بڑے بڑے نقصانات کی صورت میں بہت سے لوگوں کے تعاون کے ذریعہ تھوڑے لوگوں کو انڈمنٹی (تلافی کی رقم) مہیا کرنا تھا۔(جان میکی کی کتاب جنرل انشورنس)

اس کے بعد سولہویں صدی میں ''اوسط کے قانون،، پر بھروسہ کرتے ہوئے زندگی کے بیمے کو لازمی قرار دینے کی کوششیں کی گئیں۔۱۵۵۱ء میں نیوزمبرگ کے میئر برتھولڈ ہولشر نے ایک منصوبہ پیش کیا جس کے تحت تمام بچوں کی زندگی کا بیمہ لازمی قرار دینے کی تجویز سامنے آئی۔اس منصوبے کے

تحت ہر بچے کی پیدائش پر اس کے والدین کی جانب سے ایک مقررہ رقم مقامی حکام کو ادا کی جاتی تھی اور جب بچہ بڑا ہو جاتا اور اس کی شادی ہو جاتی تو اس کی ادا کردہ رقم سے تین گنی رقم اسے واپس دلوائی جاتی تھی اور برتھولڈ کو اس کا معاوضہ دس فی صد ملنا تھا۔ تاہم یہ اور اسی طرح کے جو دیگر منصوبے مختلف لوگوں نے پیش کئے وہ منظوری کی منزل تک نہ پہنچ سکے۔

آگ کا بیمہ

آگ کا بیمہ بہت بعد میں سامنے آیا۔ ۱۶۶۶ء میں ''لندن کی بڑی آگ،، نے ''آگ کے خلاف بیمہ،، کے تصور کو بہت بڑھایا۔ چنانچہ آگ کے خلاف مقابلہ کرنے کے لئے بہت سی کمپنیاں وجود میں آگئیں۔ یہ لوگ آگ سے مقابلہ کرنے کا سامان اٹھاتے اور جتنی جلدی ممکن ہوتا اس مقام پر پہنچ جاتے جہاں آگ لگی ہوتی اور ان کے ارکان نے اطلاع دی ہوتی۔ امریکہ میں آگ سے مقابلہ کرنے کی پہلی کمپنی بنجامن فرینکلن نے فلاڈلفیا میں ۱۷۳۰ء میں قائم کی۔ لیکن آگ کے بیمے کی پہلی کمپنی ۱۷۳۵ء میں جنوبی کیرولینا میں قائم ہوئی۔ فرینکلن نے آگ کے بیمہ کی پہلی مشترکہ (incorporated) کمپنی امریکہ میں ۱۷۵۲ء میں قائم کی۔ یہ ایک میوچل کمپنی ہے اور اسے یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہ دنیا کی سب سے پرانی کمپنی ہے جو اب تک کاروبار کر رہی ہے۔

انشورنس کے کاروبار کی ترقی

اگرچہ کسی نہ کسی قسم کی انشورنس قریباً پانچ ہزار سال سے موجود چلی آرہی ہے لیکن اس کو عام پذیرائی صرف صنعتی انقلاب کے بعد حاصل ہوئی۔ سترھویں صدی کے وسط کے بعد بہت سے بیمہ کرنے والے میدان میں آگئے۔ اٹھارویں صدی کی دوسری دہائی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ایک فکری شوریدہ سری کا زمانہ تھا جس میں دغابازی، عیاری، اور دھوکہ دہی کی وارداتیں عام تھیں۔ کمپنیاں قائم ہوتی تھیں اور دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو جاتی تھیں۔ اس لئے انشورنس کی تاریخ میں یہ زمانہ دورِ حباب (Bubble period) کے نام سے مشہور ہے۔ اس دور کا اختتام فریب کاری سے متعلق ایک قانون جسے (Bubble act) کا نام دیا گیا، کے نفاذ سے ہوا۔ اسی سال لندن انشورنس کارپوریشن'' اور رائل ایکسچینج انشورنس کارپوریشن کے نام سمندری تجارت کے لئے ''فرامین شاہی،، جاری ہوئے۔ ان کے علاوہ دوسرے اداروں کو ایسی تجارت جاری رکھنے سے روک

دیا گیا۔آدم سمتھ بیان کرتا ہے کہ لندن میں انشورنس کے لئے ان دو جائنٹ سٹاک کمپنیز کے قیام سے پہلے کہا جاتا ہے کہ اٹارنی جنرل کے سامنے ایک سو پچاس غیر سرکاری بیمہ کاروں کی ایک فہرست پیش کی گئی تھی جو چند سال کے عرصے میں ناکام ہو گئے تھے۔(دولت اقوام)۔

بعد میں مندرجہ بالا دو کمپنیوں کے دائرہ کار میں آگ کے بیمے کو بھی بحری بیمہ کے ساتھ مدغم کردیا گیا۔امریکہ میں دو انشورنس کمپنیوں کے قیام کا ذکر پہلے آچکا ہے۔پہلی جائنٹ سٹاک کمپنی جسے امریکہ میں بیمہ کا کاروبار کرنے کی اجازت ملی ۱۷۹۴ء میں قائم ہوئی۔یہ کمپنی ''انشورنس کمپنی آف نارتھ امریکہ ،،کے نام سے مشہور تھی۔اس نے بیمہ زندگی کی صرف چند پالیسیاں جاری کیں اور پھر زندگی کے بیمے کا کاروبار قطعی طور پر بند کردیا۔بیمہ زندگی کا کام کرنے والی پنسلوینیا کمپنی ۱۸۰۹ء میں بروئے کار آئی۔امریکہ ریاست میساچوسیٹس کی مقنّنہ نے''میساچوسیٹس ہسپتال لائف انشورنس کمپنی ،،کو کام کرنے کی اجازت ۱۸۱۸ء میں دی اور اس کے لئے یہ ضروری قرار دیا کہ وہ اپنے اداشدہ سرمائے میں سے انٹرسٹ منہا کرنے کے بعد اپنے منافع کا ایک تہائی حصہ میساچوسٹس ہسپتال کو دے گی۔''دی میوچل لائف آف نیویارک،،کی تنظیم ۱۸۴۲ء میں روبہ عمل آئی اور اس سے اگلے ہی سال دی نیو انگلینڈ میوچل لائف انشورنس کمپنی (جسے ۱۸۳۵ء میں کاروبار کی اجازت دی گئی تھی) نے اپنے کاروبار بیمہ کا آغاز کردیا۔اسی طرح اگلی دو دہائیوں میں اور بہت سی انشورنس کمپنیاں معرض وجود میں آئیں۔

بیمے کی قسمیں

بیمہ کا کاروبا اجمالی طور پر دو گروپوں میں تقسیم کیا جاتا ہے یعنی ''زندگی کا بیمہ،،اور ''عمومی بیمہ،،جسے نان لائف (Non-Life) بھی کہا جاتا ہے ۔آگے چل کر موخرالذکر کی مزید تین بنیادی شاخیں ہوجاتی ہیں۔یعنی سمندری بیمہ،آگ کا بیمہ اور حادثات کا بیمہ۔حادثات کے بیمے میں موٹر گاڑیوں اور ہوائی جہازوں کا بیمہ بھی شامل ہے۔اگرچہ اب یہ قسم اتنی وسعت اختیار کر چکی ہے کہ اسے ایک الگ قسم سمجھا جاتا ہے اور علی الترتیب موٹر گاڑیوں کا بیمہ اور ہوابازی کا بیمہ کہا جاتا ہے۔بیمہ زندگی کو بھی اجمالی طور پر ہول لائف پالیسیز (پوری زندگی کی پالیسیاں)جن میں محدود ادائیگی کی پالیسیاں بھی شامل ہیں اور انڈومنٹ پالیسیز (مختلف سہولتوں والی پالیساں)میں تقسیم کیا جاتا ہے۔جہاں تک اینوائیٹیز (Anuities) سالیانہ یعنی وہ رقم جو پالیسی ہولڈر کو ہر سال ملے) کا تعلق ہے وہ دوسرے

☆اکثر من الاستغفار فمعہ الرزق والفرج والذریة والعلم النافع والتیسیر وحط الخطایا۔☆

گروپ میں آتی ہیں۔سالیانہ (Annuity) ایک میعادی ادائیگی ہوتی ہے جس کا آغاز کسی مصرحہ تاریخ یا کسی ایسی تاریخ سے ہوتا ہے جو کسی خاص معاملے کے ساتھ مشروط ہو،اور یہ کسی نامزد شخص یا اشخاص کے نام ایک مقررہ عرصے تک یا اس شخص یا اشخاص کی زندگی تک جاری رہتی ہے جو اسے وصول کرنے کے مستحق ہوں۔اگر انیوایٹی (annuity) کی ادائیگی صرف چند سال کے لئے محدود ہوتو اسے ٹرم اینوایٹی (Term Annuity) یعنی وقت کے ساتھ محدود سالیانہ) کہا جاتا ہے اور اگر اس کی ادائیگی پوری عمر جاری رہنی ہوتو اس صورت میں اسے ہول لائف اینوایٹی (whole Life annuity) یعنی پوری عمر کا سالیانہ) کہا جاتا ہے۔اگر ادائیگی کسی خاص واقع کے ساتھ مشروط ہوتو اسے کنٹی جنٹ انیوایٹی (Contingent Annuity) یعنی کسی واقعے کے ساتھ مشروط سالیانہ) کہا جاتا ہے۔اگر اس کی ادائیگی کسی شخص کی موت کے ساتھ مشروط ہوتو اسے ریورشنری انیوایٹی (Reversionary Annuity) یعنی عودی سالیانہ) کا نام دیا جاتا ہے۔

بیمہ کا بوجھ اٹھانے والی (کمپنیوں) کی قسمیں

بیمہ کرنے والا جو بیمہ کروانے والے کا رسک (Risk) برداشت کرتا ہے وہ درحقیقت وہ رسک اٹھانے سے بھی پہلے اسے دوسروں کی جانب منتقل کر دینے کی تدبیر سوچ لیتا ہے۔لہذا بیمہ کرنے والے یا بیمہ کرنے والی کمپنی کو ''بیمہ کا بوجھ اٹھانے والی (insurance carrier) کہا جاتا ہے۔بیمہ کا بوجھ اٹھانے والی (کمپنیوں) کو اجمالی طور پر چھ گروپوں میں تقسیم کیا جاتا ہے یعنی۔

۱۔سٹاک کمپنیز

۲۔میوچل (یعنی باہمی تعاون کی کمپنیز)

۳۔لائیڈز

۴۔آپس میں ایک دوسرے کا بیمہ کرنے والی (یعنی ایسی کمپنیاں جو آپس میں ایک دوسرے کا بیمہ کرتی ہیں)

۵۔سرکاری بیمہ کرنے والی (کمپنیاں) اور

۶۔خود اپنا بیمہ کرنے والی کمپنیاں (یعنی ایسی کمپنیاں جو خود اپنی جائیداد کا بیمہ کرتی ہیں)

پہلے ،تیسرے اور بعض اوقات پانچویں گروپ کی کمپنیاں اپنی کارگردگی میں لازمی طور پر غیر تعاونی (Non-co-operative) ہوتی ہیں۔کیونکہ ایسی کمپنیوں سے بیمہ کروانے والے کو اس فنڈ سے

کوئی دلچسپی نہیں ہوتی جس میں سے نقصانات پورے کئے جاتے ہوں۔کمپنیوں کے باقی گروپ میوچل(یعنی تعاونی)ہوتے ہیں۔سرکاری بیمہ کرنے والی کمپنیاں جسے ''نیشنل انشورنس کارپوریشن،، جوصرف سرکاری جائیدادوں یا ایسی جائیدادوں کا بیمہ کرتی ہیں جن کی ملکیت سرکاری کنٹرول کی خودمختار اورنیم خودمختار ایجنسیوں کے ہاتھ میں ہو،صحیح طور پر چھٹی قسم سے تعلق رکھتی ہیں کیونکہ بیمہ کرنے والے اوربیمہ کروانے والے دونوں پبلک سیکٹر(سرکاری شعبہ)سے تعلق رکھتے ہیں۔اس کے برخلاف ''سٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن،، جن کی سرگرمیاں صرف سرکاری شعبہ تک محدودنہیں،نان میوچل(غیرتعاونی)قسم سے تعلق رکھتی ہے۔یہی معاملہ ایکسپورٹ کریڈٹ گارنٹی اسکیم کا ہے جس کا انتظام پاکستان انشورنس کارپوریشن کے ہاتھ میں ہے۔

مروجہ بیمہ کے بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی رائے

پس منظر اور پیش منظر

اسلامی نظریاتی کونسل نے دسمبر ۱۹۸۳ء میں کثرت رائے سے یہ فیصلہ دیا کہ بیمہ کی معروف اور مروج صورتیں اسلامی تعلیمات سے متصادم ہیں۔صرف ایک رکن (ڈاکٹرعبدالمالک عرفانی) نے اپنے اختلافی نوٹ میں یہ رائے دی کہ بیمہ کی مروج صورتیں اسلامی تعلیمات کے مطابق ہیں۔اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنا یہ فیصلہ ایک رپورٹ کی صورت میں مرتب کیا،جس میں بیمہ سے متعلق مختلف قوانین پربھی اپنی رائے دی۔کونسل کے اس فیصلے میں حتمی رائے یہ تھی۔

''معاہدہ بیمہ اپنی تمام شکلوں میں ناجائز،فاسد،باطل،ممنوع اورناقابل نفاذ ہے،،۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی گیارھویں رپورٹ،(صفحہ۔۱۲)

بیمہ کی جائز صورتیں

اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنے اس فیصلے میں بیمہ کی جائز صورتوں کے بارے میں حسب ذیل رائے ظاہرکی۔

''بیمہ کا عمل اگرتعاون،تکافل،تضامن اورتبرع کے جذبات اوربنیاد پرہوتو شرعا اس میں کوئی قباحت نہیں۔چنانچہ اگرکوئی بیمہ کمپنی اس طرح قائم ہوکہ اس کا ہررکن مستامن بھی ہواور یہ تمام مستامنین مل

کر باہمی تعاون وتکافل کا معاہدہ کریں تو اس صورت میں یہ معاہدہ بوجوہ ذیل شرعا جائز ہوگا۔

(۱) سب مستامنین کی طرف سے جو اقساط ادا کی جائیں گی وہ بدل کے حصول کے ارادے سے نہیں دی جائیں گی بلکہ باہمی تعاون وتکافل کی نیت سے جمع کی جائیں گی۔

(۲) جب وقوع خطر پر کسی ایک مستامن کو کوئی رقم بیمہ دی جائے گی تو اسے سب مستامنین کی طرف سے تبرع تصور کیا جائے گا، جس میں غرر اور تعلیق جائز ہے۔

(۳) چونکہ یہ صورت منافع کے حصول کے لئے نہیں ہوگی اس لئے اس میں قمار اور سود کا عنصر شامل نہیں ہوگا۔

(۴) اس میں جمع شدہ روپیہ سود پر نہیں لگایا جائے گا بلکہ مضاربت پر دیا جائے گا۔

(۵) جمع شدہ رقم میں سے مستامنین میں سے کسی ایک کو بوقت ضرورت قرض حسنہ (بلاسود) دیا جاسکتا ہے،،۔ (اسلامی نظریاتی کونسل کی گیارھویں رپورٹ صفحہ ۱۲۔۱۳)

''اگر ریاست اپنے رفاہی فرائض کی بجاآوری میں موجودہ تجارتی بنیادوں پر قائم بیمہ کمپنیوں کے بجائے ایسا ادارہ قائم کرے، جو لوگوں کو وقوع خطر پر ضرر کی صورت میں تلافی ضرر کرے اور زیرباری سے بچنے کے لئے اس سکیم سے مستفید ہونے کے خواہش مندوں سے معمولی رقم لے لیا کرے۔ تو شرعا یہ جائز صورت ہوگی،،۔ (اسلامی نظریاتی کونسل کی گیارھویں رپورٹ صفحہ ۱۳)

حکومت پاکستان نے کچھ عرصہ پہلے زندگی کے بیمہ کے کاروبار کو قومی ملکیت میں لے لیا تھا۔ حکومت کے اس اقدام کے بارے میں اور بیمہ حیات کے قومی ملکیت میں آجانے سے اس کی شرعی حیثیت میں تبدیلی کے بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل نے کہا۔

''پاکستان کے موجودہ حالات میں حکومت نے بیمہ کمپنیوں کو جس صورت میں قومی ملکیت میں لیا ہے، اس سے شرعا کاروبار میں جائز صورت پیدا نہیں ہوئی کیونکہ اس کاروبار کی تجارتی بنیاد بدستور قائم ہے،،۔ (اسلامی نظریاتی کونسل کی گیارھویں رپورٹ صفحہ ۱۳)

اگر حکومت اپنی سرپرستی میں (یعنی قومی ملکیت کی حیثیت سے) بیمہ کے کام کو شرعی حیثیت سے صحیح بنیادوں پر چلانا چاہتی ہے تو کونسل نے اس کے لئے یہ تجویز دی۔

''جائز صورت پیدا کرنے کے لئے دو اقدامات ضروری ہیں۔

(۱) تمام کاروبار بیمہ کے لئے نجی یا نیم سرکاری کارپوریشنوں کے بجائے خالص سرکاری سطح پر ایک

ادارہ قائم ہو۔

(۲) اس ادارے کے اراکین وہ تمام مستامنین ہوں جوایک دوسرے سے تعاون وتکافل کی نیت سے اس کے رکن بنیں اور ضمنا خود بھی مستفید ہوں۔اس کے لئے معاہدہ بیمہ کی شرائط کوتعاون وتکافل کی بنیاد پر نئے سرے سے مدون کرنا ہوگا۔ابتدا میں اس ادارے کی رکنیت لازمی نہ ہو،آہستہ آہستہ اسے لازمی بنایا جاسکتا ہے،،۔ (اسلامی نظریاتی کونسل کی گیارھویں رپورٹ صفحہ ۱۳)

شرعی نقطہ نظر سے جائز بنیادوں پر بیمہ کی کوئی صورت تجویز کرنے کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل نے سفارش کی کہ۔

''رائج الوقت نظام بیمہ کا اسلامی زاویہ نظر سے اسلامی متبادل یعنی نظام اجتماعی تکافل وتعاون مرتب کرنے کے لئے ایک ورکنگ گروپ قائم کیا جائے۔جس میں کونسل کے علمائے کرام اور ملک کے ماہرین بیمہ شامل ہوں جو کونسل کی رپورٹ کے مطابق نظام بیمہ میں غیر اسلامی امور کو خارج کر کے متبادل اسلامی نظام بیمہ پیش کریں،،۔ (اسلامی نظریاتی کونسل کی گیارھویں رپورٹ صفحہ ۱۳)

کونسل کے اس فیصلے کے مطابق اس وقت جو ورکنگ گروپ تشکیل دیا گیا وہ بوجوہ کام نہ کرسکا۔اس کے بعد ۱۹۸۴ء میں اس کونسل کے ارکان کی میعاد ختم ہوگئی اور تقریبا دوسال تک کونسل کی تشکیل جدید عمل میں نہ آسکی۔آخر ۱۹۸۶ء میں جب کونسل کی تشکیل جدید ہوئی تو اس کے چیئرمین جناب ڈاکٹر عبدالواحد جے ھالے پوتا نے ورکنگ گروپ کی تشکیل جدید کی اور ارکان کونسل کے علاوہ بیمہ کے سرکاری اداروں سے متعلق ماہرین بیمہ کو بھی حکومت پاکستان کے مشورہ سے ورکنگ گروپ میں شامل کیا چنانچہ اس گروپ کے اراکین مندرجہ ذیل حضرات نامزد کئے گئے۔

۱۔ڈاکٹر ضیاء الدین احمد	کنویز (رکن کونسل)
۲۔مولانا منتخب الحق قادری	(رکن کونسل)
۳۔مولانا مفتی سید سیاح الدین کاکاخیل	(رکن کونسل)
۴۔مولانا عبدالغفار حسن	(رکن کونسل)
۵۔علامہ طالب جوہری	(رکن کونسل)
۶۔ڈاکٹر ایس ایم حسن الزمان	(رکن کونسل)
۷۔ڈاکٹر عبدالمالک عرفانی	(رکن کونسل)

۸۔مولانا محمد طاسین (ناظم مجلس علمی کراچی)

۹۔جناب انیس ایم اے اشرف (چیئرمین پاکستان انشورنس کارپوریشن کراچی)۔

۱۰۔جناب محمد عبدالمعید صدیقی (چیئرمین سٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن آف پاکستان کراچی)

۱۱۔جناب عبدالرحمٰن محمد خلفے (کنٹرولر آف انشورنس ڈیپارٹمنٹ آف انشورنس حکومت پاکستان ۔کراچی)

۱۲۔چیئرمین نیشنل انشورنس کارپوریشن آف پاکستان کراچی۔

۱۳۔ڈاکٹر صلاح الدین احمد، پوسٹ ماسٹر جنرل کراچی (بعد میں شامل کیا گیا)(منجانب پوسٹ لائف انشورنس)۔

۱۴۔جناب سید عمران شاہ، چیئرمین اولڈ ایج بنی انسٹی ٹیوشن کراچی)(بعد میں شامل کیا گیا)

۱۵۔سیکرٹری اسلامی نظریاتی کونسل بطور سیکرٹری ورکنگ گروپ۔

بیمہ سے متعلق اس ورکنگ گروپ کے آٹھ اجلاس منعقد ہوئے۔ان اجلاسوں میں بیمہ اور اسلامی علوم کے دیگر ماہرین کو بھی بلایا گیا اوران سے بیمہ کے مختلف پہلوؤں پر تبادلہ خیالات کیا گیا۔ان دیگر ماہرین میں حسب ذیل حضرات شامل تھے۔

۱۔ڈاکٹر ممتاز ہاشمی نمائندہ رائل انشورنس کمپنی (اجلاس اول نشست دوم)۔

۲۔جناب ساجد اکرم زاہد کنسلٹنگ ایکچواری، ہوٹل میٹروپول کراچی ۔(اجلاس اول نشست دوم)

۳۔جناب محمد چوہدری نمائندہ آدم جی انشورنس کمپنی کراچی ۔(اجلاس اول نشست دوم)

۴۔جناب شاہد صدیقی نیو جوبلی انشورنس کمپنی لمٹیڈ کراچی ۔(اجلاس دوم نشست دوم)

۵۔جناب سمیع الحسن ایکچواری سٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن آف پاکستان ۔(اجلاس دوم نشست دوم)

۶۔جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی (اجلاس پنجم ،نشست اول)

۷۔مولانا عبدالقدوس ہاشمی (اجلاس پنجم نشست دوم)

۸۔چوہدری محمد صادق (بیمہ کمپنی سوڈان کے بانیوں اور ناظمین میں سے ایک)(اجلاس ہفتم ،نشست اول)

مفتی سید سیاح الدین کاکاخیل اور مولانا منتخب الحق قادری اس دوران میں فوت ہوگئے (انا للہ وانا الیہ

راجعون) اورورکنگ گروپ آخر تک ان سے استفادہ نہ کرسکا۔

گروپ کا کام جاری تھا کہ اس دوران میں کونسل کی میعاد ختم ہوگئی اور جب کافی عرصہ بعد اس کی تشکیل جدید عمل میں آئی تو ورکنگ گروپ میں شامل کونسل کے ارکان نئی کونسل میں رکن نہیں رہے تھے۔لہذا ان کی جگہ نئے ارکان کو شامل کیا گیا۔یہ نئے ارکان درج ذیل ہیں۔

۱۔جناب جسٹس عبدالرحمٰن کیف	کنوینر
۲۔جناب ڈاکٹر محمود احمد غازی	رکن
۳۔جناب مولانا ارشادالحق تھانوی	رکن
۴۔جناب سید ذاکر حسین شاہ	رکن
۵۔جناب مولانا عطا محمد بندیالوی	رکن

ورکنگ گروپ کے اجلاسوں میں بیمہ کے تقریباً تمام پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو ہوئی اور بیمہ کی حمایت اور مخالفت میں دیئے جانے والے تمام دلائل کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا۔اس سلسلے میں گروپ نے رابطہ عالم اسلامی کی اس رائے کا بھی دقت نظر سے مطالعہ کیا جو اس نے مروجہ نظام بیمہ کے بارے میں ظاہر کی تھی۔قارئین کرام کے استفادے کے لئے یہ رائے سطور ذیل میں درج کی جارہی ہے۔

بیمہ کے بارے میں رابطہ عالم اسلامی کی رائے

الحمدلله والصلاة والسلام علی رسول الله وعلی آله واصحابه ومن اهتدی بهداه .اما بعد.

"مجلس فقہی اسلامی نے اپنے پہلے اجلاس میں جو ۱۰ شعبان ۱۳۹۸ء کو مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کے دفتر میں منعقد ہوا،انشورنس اور اس کی مختلف انواع واقسام کے موضوع پر غور وفکر کیا،علماء نے اس موضوع پر جو بہت کچھ لکھا ہے،اسے بھی سامنے رکھا نیز سعودی عرب کی "مجلس ھیئۃ کبار العلماء" نے اپنے دسویں اجلاس میں جو ریاض میں ۱۳۹۷/۴/۴ھ کو منعقد ہوا،اپنی قرارداد نمبر ۵۵ کے مطابق کمرشل انشورنس کی تمام انواع واقسام کو حرام قرار دیا،اسے بھی سامنے رکھا گیا"۔

انتہائی غور وفکر کے بعد فضیلۃ الشیخ مصطفیٰ الزرقا کے سوا باقی تمام مجلس مجمع فقہی بالا تفاق اس نتیجے پر پہنچی کہ تجارتی انشورنس کی تمام انواع واقسام حرام ہیں خواہ ان کا تعلق بیمہ جان سے

ہو یا تجارتی ساز وسامان سے یا دیگر اشیاء سے اور اس کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

بیمہ کے حرام ہونے کے دلائل

اول : تجارتی انشورنس کا معاہدہ ان مالی معاہدات میں سے ہے جن میں صریحاً دھوکہ بازی کا احتمال ہے کیونکہ بیمہ کروانے والا معاہدہ کے وقت یہ نہیں جانتا کہ وہ کس قدر رقم ادا کرے گا یا کس قدر وصول کرے گا بسا اوقات ایسے ہوتا ہے کہ وہ ایک یا دو قسطیں ہی ادا کر چکا ہوتا ہے کہ کوئی حادثہ رونما ہو جاتا ہے اور وہ اتنی مالیت کا مستحق ہو جاتا ہے جس کا انشورنس کرنے والے نے ذمہ اٹھایا ہوتا ہے کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ کوئی حادثہ رونما نہیں ہوتا اور اسے تمام اقساط جمع کرانا پڑتی ہیں اور وہ کچھ حاصل نہیں کر پاتا، اسی طرح انشورنس کرنے والے کو بھی علم نہیں ہوتا کہ اسے کس قدر معاوضہ دینا پڑے گا چنانچہ یہ بالکل واضح طور پر غرر ہے اور حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع الغرر سے منع فرمایا ہے۔

دوم : کمرشل انشورنس کا معاہدہ جوا کی ایک قسم ہے کیونکہ یہ مالی معاوضات میں شرط لگانے کے مترادف ہے، بلا جرم تاوان ادا کرنا ہے بغیر مقابلہ کے غنیمت حاصل کرنا ہے یا جو کچھ ادا کیا اس سے یہ کم وبیش ہے، انشورنس کرانے والا بعض اوقات صرف ایک ہی قسط ادا کر پایا ہوتا ہے کہ کوئی حادثہ رونما ہو جاتا ہے لہذا انشورنس کرنے والے کو انشورنس کی تمام رقم ادا کرنا پڑتی ہے اور کبھی کوئی خطرہ درپیش نہیں ہوتا مگر انشورنس کرانے والا تمام اقساط وصول کرتا ہے اگر اس میں جہالت کا عنصر ہو تو یہ جوا ہے اور حسب ذیل ارشاد باری تعالیٰ میں مذکورہ ممانعت کے عموم میں داخل ہے۔

یآیہا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون (المائدہ ۹۰)

اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور پانسے (یہ سب) ناپاک کام اعمال شیطان سے ہیں، سو ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ۔

سوم : کمرشل بیمہ کا معاہدہ ربوا الفضل اور ربوا النسیہ پر مشتمل ہے اگر انشورنس کمپنی بیمہ کرانے والے یا اس کے وارثوں یا اس کے بیمہ سے مستفید ہونے والوں کو اس رقم سے زیادہ ادا کرے جو اس نے کمپنی کو ادا کی ہے تو یہ ربوا الفضل ہوگا اور پھر یہ کہ کمپنی چونکہ بیمہ کرانے والے کو یہ رقم ایک مدت کے

بعدادا کرتی ہے لہذا یہ ربواالنسیئہ بھی ہوگا اور اگر کمپنی صرف اسی قدر ادا کرے جس قدر اس نے ادا کیا ہے تو یہ ربواالنسیئہ ہوگا اور سود کی یہ دونوں صورتیں نص اور اجماع دونوں کی روشنی میں حرام ہیں۔

چہارم: کمرشل بیمہ کے معاہدہ کی صورت حرام رہن کی بھی ہے کیونکہ دونوں میں جہالت، غرر اور جوا ہے شریعت نے رہن کو صرف اس صورت میں جائز قرار دیا ہے جبکہ اس سے مقصود اسلام کی نصرت اور غلبہ ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں صرف تین امور میں اجازت دی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

"لاسبق الافی خف اوحافر او نضل،،

چونکہ انشورنس ان میں داخل نہیں ہے اور نہ ان میں سے کسی کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے لہذا یہ حرام ہے۔

پنجم: کمرشل بیمہ کے معاہدہ میں غیر کے مال کو بلا مقابل لینا لازم آتا ہے اور بلا مقابل کسی کا مال لینا تجارتی معاہدوں میں حرام ہے کیونکہ یہ ارشاد باری تعالی کے عموم نہی میں داخل ہے۔

یایھاالذین امنوالاتاکلواامولکم بینکم بالباطل الاان تکون تجارۃ عن تراض منکم(النساء: ۲۹)

مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کالین دین ہو(تو وہ جائز ہے)

ششم: معاہدہ بیمہ میں ایک قباحت یہ بھی ہے کہ اس سے ایسی چیز لازم آتی ہے جو شرعا لازم نہیں ہے اور وہ یہ کہ بیمہ کرنے والے نے تو کسی خطرہ کو پیدا نہیں کیا اور نہ وہ کسی حادثہ کا سبب بنتا ہے اس کے

نئی کتاب ....ایک طالب علم کی

سفری یادداشتیں

نوراحمد شاہتاز

ناشر: اسکالرز اکیڈمی کراچی...... ہر اچھے بکسٹال پر دستیاب ہے۔

☆اجتنب سوء الظن واطرح الاوھام والخیالات الفاسدۃ والافکار المریضۃ.☆

ساتھ تو محض معاہدہ ہی تھا کہ خطرہ یا حادثہ کی صورت میں وہ بیمہ کروانے والے کو اس رقم کے عوض ایک خاص رقم ادا کرے گا جو وہ بیمہ کمپنی کو ادا کرتا رہے گا جبکہ اس نے خود بیمہ کروانے والے کے لئے کوئی کام سرانجام نہیں دیا لہذا یہ حرام ہوگا۔

جن لوگوں نے بیمہ کو مطلقاً یا اس کی بعض اقسام کو جائز قرار دیا ہے ان کی طرف سے وقتاً فوقتاً بہت سے دلائل دیئے جاتے ہیں کونسل نے ان دلائل کا تفصیلی جائزہ لیا اور اس نتیجے پر پہنچی کہ یہ تمام دلائل غلط فہمی پر مبنی ہیں۔ان دلائل پر کونسل کا مختصر تبصرہ درج ذیل ہے۔

بیمہ کے حلال ہونے پر بعض علماء کے دلائل اور ان پر کونسل کا تبصرہ

(الف) شریعت کے تصور مصلحت کی بنیاد پر بیمہ کو جائز قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

(۱) جسے شریعت نے قابل اعتبار سمجھا ہے، یہ حجت ہے۔

(۲) جس سے شریعت نے سکوت کیا ہے، نہ اسے لغو قرار دیا ہے اور نہ قابل اعتبار تو یہ مصلحت مرسلہ ہے اور یہ مجتہدین کے اجتہاد کا عمل ہے اور

(۳) جسے شریعت نے لغو قرار دیا ہے۔

اب جبکہ ہم انشورنس کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں اس میں جہالت،غرر،قمار اور سود کے عناصر نظر آتے ہیں لہذا شریعت مفسدات کے پہلے کے غلبہ کے باعث اسے باطل قرار دے گی۔

(ب) اباحت اصلیہ کی دلیل بھی یہاں مفید مطلب نہیں کیونکہ کتاب وسنت کے دلائل اس کے مخالف شریعت ہونے پر دلالت کناں ہیں اباحت اصلیہ کے قانون کے مطابق اس وقت عمل روا ہے جب کتاب وسنت سے کچھ منقول نہ ہولیکن کتاب وسنت کے دلائل چونکہ بیمہ کی نفی کرتے ہیں لہذا اباحت اصلیہ کے قانون کے ساتھ استدلال باطل ٹھہرا۔

(ج) الضرورات تبیح المحظورات سے بھی یہاں استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ کسب حلال کے جو طریقے اللہ تعالیٰ نے مباح قرار دیئے ہیں وہ حرام طریقوں سے کہیں زیادہ ہیں لہذا کوئی قابل اعتبار شرعی دلیل موجود نہیں ہے جس کی بنیاد پر بیمہ جیسی حرام چیز کو اختیار کیا جاسکے۔

(د) یہاں عرف کے ساتھ استدلال بھی درست نہیں کیونکہ عرف تشریع احکام کے دلائل میں سے نہیں ہے بلکہ عرف پر تو تطبیق احکام کے سلسلہ میں اعتماد کیا جاتا ہے نیز عرف سے نصوص کے الفاظ کے معنی

سمجھنے میں مدد لی جاتی ہے تو اب جبکہ انشورنس کی ممانعت پر دلائل نہایت وضاحت کے ساتھ دلالت کناں ہیں تو پھر عرف کا اعتبار نہ ہوگا۔

(ھ) کمرشل بیمہ کو مضاربت کے ہم معنی قرار دینا بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ مضاربت میں راس المال مالک کی ملکیت سے خارج نہیں ہوتا لیکن بیمہ کی قسطیں ادا کرنے والا جو مال کمپنی کو دیتا ہے وہ اس کی ملکیت سے نکل جاتا ہے اور قاعدہ کے مطابق کمپنی کی ملکیت میں چلا جاتا ہے موت کی صورت میں مضاربت میں لگائے ہوئے سرمایہ پر وارثوں کا استحقاق ہوتا ہے اور پھر مضاربت کا نفع فریقین میں فی صد کے تناسب سے تقسیم ہوتا ہے مگر انشورنس میں راس المال کا نفع ونقصان انشورنس کمپنی کو ہوتا ہے اور بیمہ کروانے والے کو صرف بیمہ کی رقم ملتی ہے یا اتنی رقم ملتی ہے جس کی پہلے سے کوئی تعیین نہیں ہوتی۔

(و) انشورنس کو عقد موالاۃ پر قیاس کرنا بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ قیاس مع الفارق ہے۔فرق یہ ہے کہ معاہدہ بیمہ کا ہدف اس مادی نفع کا حصول ہے جس میں غرر، قمار اور جہالت کی آمیزش بھی ہے جبکہ عقد موالاۃ سے مقصود اسلامی بھائی چارہ اور نرمی وسختی میں تعاون ہوتا ہے اور اس میں جو مادی نفع ہوتا ہے وہ بالتبع ہوتا ہے، اصل مقصود نہیں ہوتا۔

(ز) کمرشل بیمہ کے معاہدہ کو اس وعدہ پر بھی قیاس نہیں کیا جاسکتا جس کو کسی نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہو کیونکہ یہ بھی قیاس مع الفارق ہے یعنی اگر کوئی شخص قرض دینے، کوئی چیز مستعار دینے یا کسی کا خسارہ برداشت کر لینے کا وعدہ کرتا ہے تو یہ محض نیکی ہے، اس وعدہ کا پورا کرنا واجب یا کم از کم مکارم اخلاق میں سے ہے جبکہ انشورنس ایک کاروباری مسئلہ ہے جس کی بنیاد مادی نفع پر ہے لہذا تبرعات میں جو جہالت اور غرر رہتا ہے وہ قابل معافی ہے جبکہ انشورنس میں یہ چیزیں قابل معافی نہیں ہیں۔

(ح) تجارتی بیمہ کو مجہول یا غیر واجب چیز کی کفالت پر قیاس کرنا بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ بھی قیاس مع الفارق ہے فرق کا سبب یہ ہے کہ کفالت تو صدقہ کی ایک قسم ہے جس سے محض نیکی مقصود ہوتی ہے جب کہ بیمہ معاوضہ پر مبنی ایک تجارتی معاہدہ ہے جس سے اولاً مادی منفعت مقصود ہوتی ہے اور اگر اس کے نتیجہ میں نیکی کی کوئی صورت بھی ہے تو وہ اس کے تابع ہے، مقصود بالذات نہیں ہے اور احکام میں لحاظ اصل کا ہوتا ہے تابع کا نہیں جب تک تابع مقصود اصلی نہ ہو۔

(ط) تجارتی بیمہ کو راستہ کے خطرات کی کفالت پر قیاس کرنا بھی درست نہیں ہے کیونکہ یہ بھی قیاس مع

الفارق ہے جیسا کہ قبل ازیں دلیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔

(ے) تجارتی بیمہ کو ریٹائرمنٹ کے نظام پر قیاس کرنا بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ بھی قیاس مع الفارق ہے کیونکہ ریٹائرمنٹ کی صورت میں ریٹائرڈ آدمی کو جو دیا جاتا ہے وہ اس کا حق ہے جسے حاکم وقت نے اپنی رعایا کے مسئول ہونے کے اعتبار سے اپنے اوپر لازم کیا ہوتا ہے اور ریٹائر ہونے والے نے جو ملی خدمات سرانجام دی ہوتی ہے وہ ایک طرح سے ان کا صلہ ہوتا ہے لہٰذا انشورنس اور پنشن میں قطعاً کوئی مشابہت نہیں ہے۔

(ک) تجارتی بیمہ کو دیت کے نظام پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ بھی قیاس مع الفارق ہے فرق کا سبب یہ ہے کہ وارث قتل خطا یا شبہ العمد کی دیت کی ذمہ داری قبول کر لیتے ہیں تو یہ صلہ رحمی اور س قرابت کی بنیاد پر ہوتا ہے جس کا تقاضا نصرت وصلہ رحمی و باہمی تعاون اور نیکی ہوتا ہے اور اس میں دوسری طرف سے کوئی معاوضہ نہیں ہوتا جبکہ تجارتی بیمے کے معاہدے نفع اندوزی پر مبنی ہوتے ہیں اس میں احسان یا نیکی کا کوئی جذبہ کارفرما نہیں ہوتا۔

(ل) تجارتی بیمے کو حفاظتی معاہدے پر بھی قیاس نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ بھی قیاس مع الفارق ہے کیونکہ دونوں مسئلوں میں امان محل عقد نہیں ہے بلکہ انشورنس میں تو اقساط اور بیمہ کی رقم محل عقد ہے جبکہ حفاظت میں اجرت اور محافظ کا کام محل عقد ہے امن و امان اس کا نتیجہ اور صلہ ہے محافظ اگر حفاظت نہ کرے یا چیز ضائع ہو جائے تو وہ اجرت کا مستحق نہیں ہوتا۔

(م) بیمہ کو ودیعت پر قیاس کرنا بھی قیاس مع الفارق ہے کیونکہ اس میں بھی اجرت امین کے عمل کے باعث ہوتی ہے جبکہ بیمہ میں ایسا نہیں ہوتا۔

(ن) بیمہ کو اس پر قیاس کرنا جو بزازی کا کاروبار کرنے والوں اور کپڑا تیار کرنے والوں کے درمیان معاہدہ ہوتا ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں مقیس علیہ باہمی تعاون پر مبنی بیمہ ہے جو کہ محض تعاون ہے جبکہ مقیس تجارتی بیمہ ہے لہٰذا قیاس صحیح نہیں ہے۔

مجلس المجمع الفقھی نے سعودی عرب کی مجلس ھیئۃ کبار العلماء کی قرار داد نمبر ۵۱ مورخہ ۱۳۹۷/۴/۴ھ سے بھی مکمل طور پر اتفاق کیا جس میں حسب ذیل دلائل کے باعث تجارتی بیمہ کو حرام مگر باہمی تعاون پر مبنی بیمہ کو جائز قرار دیا گیا ہے۔

[illegible]

اول: باہمی تعاون پرمبنی بیمہ دراصل عطیہ وصدقہ کے معاہدوں کی طرح ہے جن سے دراصل مقصود خطرات وحادثات کی صورت میں تعاون کرنا ہوتا ہے اورحوادث کی صورت میں اپنی ذمہ داری ادا کرنا ہوتا ہے اوراس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کچھ لوگ رقوم اس لئے مخصوص کردیتے ہیں کہ ان سے کسی آفت رسیدہ کی مدد کی جائے یعنی باہمی تعاون پرمبنی بیمہ کروانے والوں کا مقصود تجارت یا دوسروں کے مال سے نفع اٹھانا نہیں ہوتا بلکہ ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ خطرات کا مل جل کر سامنا کیا جائے اورآفت رسیدہ لوگوں کے ساتھ تعاون کیا جائے۔

دوم: باہمی تعاون پرمبنی بیمہ سود کی دونوں قسموں یعنی ربا الفضل اورربا النسیئہ سے پاک ہے اس میں حصہ لینے والوں کے عقود سود پرمبنی نہیں ہوتے اورنہ یہ لوگ جمع شدہ اقساط کی رقوم پر کوئی نفع لیتے ہیں۔

سوم: تعاونی بیمہ میں حصہ لینے والوں کا اس امر سے لاعلم ہونا کہ انہیں کس قدر نفع واپس ملے گا مضر نہیں ہے کیونکہ یہ تو محض عطیہ دیتے ہیں جس میں نہ کوئی خطرہ ہے نہ غرر اورنہ سود جبکہ تجارتی بیمہ تجارتی مالیت کے معاوضہ پرمبنی ایک معاہدہ ہے۔

چہارم: مجلس کی رائے یہ ہے کہ تعاونی بیمہ کی شکل بھی تعاونی انشورنس کمپنی کی صورت میں ہونی چاہئے اوراس سلسلہ میں درج ذیل امور کو پیش نظر رکھا جائے۔

اولا:۔اسلامی اقتصادی فکر کا التزام کیا جائے جس سے افراد کی یہ ذمہ داری قرار پاتی ہے کہ وہ مختلف اقتصادی سکیموں پرعمل پیرا ہوں اورحکومت صرف اس صورت میں سرگرم عمل ہو جب افراد عاجز وقاصر ہوں۔

ثانیا: تعاونی بیمہ کے اصولوں کو مدنظر رکھا جائے جس میں باہمی تعاون کرنے والے حضرات ہی تمام ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوتے ہیں۔

ثالثا:۔ملک کے باشندون کو باہمی تعاون پرمبنی انشورنس کی تربیت دینی چاہئے بلاشبہ جب تمام باشندے اس میں حصہ لیں گے تو انہیں اس بات کا بھی زیادہ سے زیادہ خیال ہوگا کہ وہ بیدار مغز رہیں اورخطرات وحادثات کم سے کم واقع ہونے دیں اورظاہر ہے کہ جب حادثات کم ازکم ہوں گے تو انہیں اقساط بھی کم سے کم ادا کرنا پڑیں گی جبکہ حادثات کی کثرت کے باعث انہیں اقساط کی بڑی

[illegible]

رقوم جمع کرانا ہوں گی۔

رابعا:۔ بیمہ ایسوسی ایشن کی صورت یہ نہ ہوگی جیسے حکومت کی طرف سے لوگوں کے لئے کوئی ہبہ یا عطیہ ہوتا ہے بلکہ اس سے صرف وہی لوگ مستفید ہوں گے جو اس میں حصہ لیں گے کیونکہ وہ عملی طور پر اصحاب مصلحت ہیں۔

مجلس کی رائے میں باہمی تعاون پر مبنی انشورنس کا طریق کار درج ذیل بنیادوں پر مبنی ہونا چاہیے۔

اول: باہمی تعاون پر مبنی انشورنس کمپنی کا ایک ہیڈ کوارٹر ہو جس کی برانچیں ملک کے تمام شہروں میں ہوں اس آرگنائزیشن میں مختلف شعبے ہوں جو مختلف خطرات وحادثات اور مختلف طبقات سے عہدہ برآ ہوں مثلا ایک شعبہ صحت سے متعلق دوسرا معذوروں سے متعلق اور تیسرا بوڑھوں سے متعلق خدمات سرانجام دے۔

یا اس طرح بھی تقسیم ہوسکتی ہے کہ ایک شعبہ چل پھر کر اشیاء فروخت کرنے والوں کی انشورنس سے متعلق ہو دوسرا تاجروں سے متعلق تیسرا طلبہ سے متعلق چوتھا آزاد پیشہ ور حضرات مثلا انجینئرز، ڈاکٹر اور وکلاوغیرہ سے متعلق ہو۔

دوم: باہمی تعاون کے بیمہ کی اس آرگنائزیشن کو نہایت بلند اخلاق اور حسن سلوک کے ساتھ معاملہ کرنا چاہئے اور مشکل وپریشان کن دفتری طریقوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔

سوم: اس آرگنائزیشن کی ایک سپریم کونسل بھی ہونی چاہئے جو پروگرام تشکیل دے اور جو قرار دادیں قواعد شریعت کے مطابق ہوں انہیں عملی جامہ پہنائے۔

چہارم: اس آرگنائزیشن کے ارکان میں سے ایک رکن جسے حکومت نامزد کرے حکومت کی نمائندگی کرے گا اور شیئر ہولڈرز جن کو منتخب کرلیں وہ شرکاء کی نمائندگی کریں گے حکومت کی نگرانی اس لئے ضروری ہے تاکہ نظام یا حساب کتاب میں کوئی کمی بیشی نہ ہو۔

پنجم: اگر حادثات وخطرات اس قدر زیادہ ہوں کہ آرگنائزیشن کا تمام سرمایہ بھی ناکافی ہو تو حکومت اور شیئر ہولڈرز اس میں مزید حصہ لیں گے مجلس مجمع فقہی ہیئت کبار العلماء کی اس قرارداد سے اتفاق کرتی ہے کہ باہمی تعاون کے اس ادارے کی تفصیلی قواعد وضوابط اس میدان کے ماہرین ومتخصصین کی ایک جماعت مرتب کرے۔............(جاری ہے)

☆اعلم ان الشدائد تفتح الاسماع والابصار وتحيي القلب وتردع النفس وتذكر العبد وتزيد الثواب.☆